عنوان

اب بھارت کے مسلمانوں کو بھی سچا پکا مسلمان ہونا چاہیے

جامع ومرتب

حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی

مدیر ماہنامہ کنزالایمان، دہلی

پیش کش:

کل ہند مرکزی امام فاؤنڈیشن، دہلی

Contact No: 8595509193

Telegram Link: https://t.me/MarkaziImam

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ(1) لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ(2) وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ(3) وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ (4) وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ(5) لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ(6)

ترجمہ: تم فرماؤاے کافرو! نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں. تمہارے لئے تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔

تلاوت کردہ آیت کریمہ کی روشنی میں بھارت کے دیوبندی وہابی تبلیغی جماعتوں اور عالموں کو بھارتی مسلم سماج میں مسلم لیڈروں کے ذریعے کی جانے والی شرکیہ حرکتوں پر بھی دعوتی اصلاحی کام کرنا چاہیے، صرف مزارات پر شرک وبدعت تلاش کرنے کا کوئی حاصل ہے، غلط جہاں بھی ہوتا ہے وہ غلط ہی ہوتا ہے. دیوبندی وہابی علما جب اولیاء اللہ کی قبروں پر چادریں پیش کرنے، پھول چڑھانے اور عقیدت و محبت سے حاضر ہونے کو غلط اور حرام سمجھتے ہیں تو خود بھی مزارات پر جانے اور پھول مالا پیش کرنے کی غلطی نہ کریں بلکہ دل کھول کر نام بنام حق بات کہنا شروع کریں کہ فلاں شخص اور فلاں مسلم لیڈر یا فلاں شخصیت نے یہ شرعی شرک وبدعت انجام دیا ہے. اب بات کرتے ہیں موضوع سے متعلق ...

شانِ نزول: قریش کی ایک جماعت نے تاجدارِ رسالت ﷺ سے کہا کہ آپ ہمارے دین کی پیروی کیجئے ہم آپ کے دین کی پیروی کریں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ رسولِ کریم ﷺ نے ان سے فرمایا ’’اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کروں۔ کفار کہنے لگے: تو آپ ایسا کیجئے کہ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق کر دیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ اس پر یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی اور سرکارِ دو عالم ﷺ مسجدِ حرام میں تشریف لے گئے، وہاں قریش کی وہ جماعت موجود تھی جس نے نبی کریم ﷺ سے یہ گفتگو کی تھی۔ حضور پُر نور ﷺ نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہو گئے اور انہوں نے حضورِ اقدس ﷺ کو اور حضور پُر نور ﷺ کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو اَذِیَّتیں پہنچانا شروع کر دیں۔

تفسیری وضاحت: اس آیت میں م وہ کفار مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ایمان سے محروم تھے اور کفر پر ہی مرنے والے تھے۔

(تفسیر خازن، قل یا یّہا الکافرون)

اس سے چند بنیادی باتیں معلوم ہوئیں:

1. کفار سے دینی صلح حرام بلکہ کئی صورتوں میں کفر ہے۔
2. کفار کے بتوں اور ان کے مذہبی اَیّام کی قابلِ تعظیم سمجھتے ہوئے ان کی تعظیم کرنا کفر ہے۔
3. مومن کے دل میں کفار کی ہیبت نہیں ہونی چاہیے۔
4. کفار کو شرعی عذر کے بغیر اچھے القاب سے یاد نہ کیا جائے۔
5. کافر کو بوقتِ ضرورت موقع محل کی مناسبت سے کافر کہنا درست بلکہ اسلوبِ قرآنی کے موافق ہے۔

اب عبادت و تعبد سے متعلق بنیادی باتیں یاد رکھیں:

وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ: نہ میں اس کی عبادت کروں گا جسے تم نے پوجا۔اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

1. انسان دُنیوی معاملات میں نرم ہو مگر دین میں انتہائی مضبوط ہوتا کہ کفار اس سے مایوس ہوں۔
2. حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنے مستقبل کی خبر تھی کہ وہ کبھی کفر، شرک اور فسق نہیں کر سکتے۔
3. مسلمان کو چاہیے کہ اپنے بارے میں کفار کو مایوس کردے کہ وہ اسے دین سے پھیر سکیں۔

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ: نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔اس سے معلوم ہوا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو لوگوں کے اچھے برے خاتمہ کی خبر دی ہے کہ کون کفر پر مرے گا اور کسے ایمان پر موت آئے گی کیونکہ یہاں کلام ان کفار سے ہو رہا ہے جو کفر پر مرنے والے تھے۔

بنیادی گفتگو:

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ: تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے۔یعنی تمہارے لئے تمہارا کفر اور میرے لئے میری توحید اور میرا اخلاص ہے۔اس کلام سے مقصود کفار کو ڈرانا ہے نہ کہ ان کے کفر سے راضی ہونا۔(تفسیر خازن، الکافرون)

یعنی قرآنی عقیدہ "تمہارے لئے تمہارا دین" کا مطلب ہر گز کوئی یہ نہ نکالے کہ "تمہارے لئے تمہارا دین دھرم مبارک ہو" کہا جائے یا بولا جائے یا لکھا جائے بلکہ صرف یہ واقعہ کے تناظر میں صرف یہ واضح کرنا ہے کہ جب تم اس کی عبادت نہیں کر سکتے جس کی ہم کرتے ہیں تو پھر ہم سے کیوں امید لگا رکھی ہے کہ ہم تمہارے معبودوں کی پوجا کریں، تمہارا دین دھرم تمہارے پاس، ہمارا دین ہی ہمیں مبارک ہے اور ہماری نجات و فلاح اسی کے مطابق چلنے پر منحصر ہے۔

درخواست ہے امام صاحبان سے

ہم اپنی معلومات اور مشاہدات کے تناظر میں جمعے کی تقریر لکھتے ہیں اور فوری طور پر جو موضوع بہتر لگتا ہے اس پر لکھ دیتے ہیں لیکن امام صاحبان اپنے مقامی اور علاقائی ضرورت اور صورت حال کے مطابق موضوع پر مطالعہ کرنے اور کام کی مفید باتیں بیان کرنے کی کوشش کریں جس کا براہ راست انھیں بھی فائدہ ہوگا، ہمارے استعمال کیے گئے الفاظ اور تعبیرات کو بھی اپنی مقامی صورت حال کے مطابق بولا کریں اور جو مناسب الفاظ بہتر سمجھیں وہی استعمال کریں البتہ دین کے اصولی احکام اور بنیادی مسائل میں ترمیم و تسہیل اور بلاوجہ کی وضاحت سے گریز کریں، احساس کمتری نے ہمیں کمزور کردیا ہے، اس لئے احساس برتری اور جوش وجذبات سے پرہیز کرتے ہوئے اعتدال و میانہ روی سے کام لیں اور حق بات دل کھول کر واضح الفاظ میں بیان کرتے رہیں۔

یاد رکھیں ہمارے لئے توحید پر یقین اور یقین کے مطابق عملی مظاہرہ جتنا لازمی ہے اتنا ہی ضروری شرک وکفر کی وضاحت و توضیح اور تبلیغ و تفہیم بھی ہے، ہمارے معاشرے میں شرک کا جو بھی عمل جس بھی شکل میں ہو رہا ہے اس کو بیان کرنے سے کترانا، دین سے دھوکہ اور اپنے ایمان ویقین کی توہین ہے۔ سیاست و سماجی ہم آہنگی اور گنگا جمنی تہذیب کے نام پر ہونے والے مسلم لیڈروں کے بہت سے اعمال بھی اسی فہرست میں آتے ہیں۔

آنکھیں کھول کر دیکھیں

گزشتہ چھ سات مہینوں میں تین چار واقعات ہمارے سامنے ہو چکے ہیں کہ بھارت کے چند نامور غیر مسلموں نے واضح لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ اللہ اکبر کا نعرہ ہمارا نعرہ نہیں، مزاروں پر چادر چڑھانا ہمارا شیوہ نہیں اور مسجدوں میں جانا ہماری پرمپرا نہیں، یہاں تک کہا جانے لگا ہے کہ ہمارے اتنے خدا بھگوان ہیں اور اتنے زیادہ مندر ہیں کہ تمہارے خدا کا نام لینا، یا تمہاری مسجد مزار پر جانا ہماری ضرورت نہیں، گزشتہ روز اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ نے اسمبلی ہاؤس میں کھلے الفاظ میں بہت کچھ بیان کر دیا ہے جسے بھارت کے سبھی مسلم شہریوں نے سنا دیکھا ہے۔

سب کا خلاصہ یہ ہے کہ

ووٹ کے لئے اور غیر مسلم ووٹرس کو خوش کرنے کے لئے مسلم نیتاوں کا مندروں میں جل پان چڑھانا، پوجا استھلوں پر پھول مالا چڑھانا، ہولی دیوالی دشہرا کے موقع پر پوجا کی جگہوں پر ہاتھ جوڑ کر نمن کرنا، غیر مسلم نیتاوں کے مجسموں پر پھول مالا چڑھانا، غیر مسلموں کے دھارمک جلوس میں شامل ہونا، پوجا کے ڈول اٹھانا، یا پوجا کی ڈول پر جل پان چڑھانا، کسی مورتی پر پھول مالا ڈال کر کسی ایوجن سماروہ کا افتتاح کرنا وغیرہ وغیرہ جو بھی شرکیہ کام ہیں اور خاص غیر مسلموں کے دھارمک اور پوجا پاٹ کے مذہبی کام ہیں، انھیں کرنا شرعی اسلامی تعلیمات کے مطابق حرام وگناہ کبیرہ اور شرک اصلی تو ہے ہی، آج کے حالات کے مطابق بھی سیاسی سماجی طور پر غلط ہیں جن کا کوئی حاصل نہیں۔

یہ دوسری آیت مبارکہ بھی یاد رہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۔(سورہ النساء آیت 136)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر، اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی (ان سب پر ہمیشہ) ایمان رکھو اور جو اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کو نہ مانے تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

یہاں اہلِ ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا "اٰمِنُوْا" "ایمان لاؤ" جس سے ظاہر ہے کہ اگر یہ خطاب حقیقی مسلمانوں کو ہے تو اس کا معنی یہی ہے کہ ایمان پر ثابت قدم رہو لیکن اگر یہ خطاب یہود و نصاریٰ سے ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اے بعض کتابوں اور بعض رسولوں پر ایمان لانے والو! تم مکمل ایمان لاؤ یعنی تمام کتابوں اور تمام رسولوں پر جن میں قرآن اور محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی داخل ہیں۔ اگر یہ خطاب منافقین سے ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اے ایمان کا ظاہری دعویٰ کرنے والو! اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ اہلِ ایمان کا لفظ حقیقی معنی کے اعتبار سے موجودہ زمانے میں صرف مسلمانوں پر بولا جا سکتا ہے، کسی اور مذہب والے پر خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی اس لفظ کو نہیں بول سکتے۔ آیت میں فرمایا گیا ہے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اور اس کے رسول، محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اور قرآن پر اور اس سے پہلی ہر کتاب اور رسول پر ایمان لاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے مگر عمل صرف قرآن شریف پر ہی ہو گا۔ ان کتابوں سے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بھیجی ہوئی کتابیں ہیں۔

پیغام عمل

ایک اہم اور دوسرا پہلو

وقت اور حالات کا تقاضہ کیا ہے اب اس کی فہرست لمبی ہوتی جا رہی ہے، حالات کے مطابق وقت کے دوسرے پہلو پر بھی غور کر لیتے ہیں۔

بھارت کے ایک عالم دین نے دیکھیے کیا لکھا ہے :

وقت کا پہیہ بڑی تیزی سے گھوم رہا ہے اور چوں کہ ملک کے آزاد ہونے کے بعد آزادی کی اتھل پتھل کی وجہ سے اس مقدار میں دینی ادارے نہ قائم ہو سکے جو یہاں رہ چکی آبادی کی ضرورت تھی لیکن حالات کی قدرے خوش گواری کے بعد اگلے کچھ سالوں میں جب دینی اداروں کے قیام کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ دن ہے اور آج کا دن کہ ہر سال نئے اداروں کی ایک بہار رہتی ہے۔

اب جبکہ آزاد بھارت نے اپنا جشن الماسی منالیا ہے، بعد کے ادوار میں قائم ان دینی اداروں میں سے بہترے ادارے بھی اگلے چند سالوں میں جشن الماسی نہ سہی، جشن سیمیں یا زریں یا پھر کوئی یادگار مومنٹ منانے کو ہیں کیوں کہ ہم نقل کے عادی ہیں اور بنا کسی مضبوط لائحہ عمل یا مقصدیت پر گہری نظر کے، امید کی جاسکتی ہے یہ سلسلہ جاری رہے گا،اس میں کچھ برائی بھی نہیں کہ کامیابی کا جشن منایا جائے لیکن اس میں ضرور برائی ہے کہ ایسے یادگار موقعوں پر پوری دیانت داری کے ساتھ کامیابی یا ناکامی کا صحیح تجزیہ نہ کیا جائے یا محض اپنی فتوحات گننے کی عادت دل سے یہ خیال ہی نکال دے کہ ہمارے ہاں ناکامی کا کوئی موہوم سا تصور بھی ہو سکتا ہے اور نتیجتاً نہ تو ماضی سے کوئی سبق حاصل کیا جائے نہ گزشتہ کوتاہیوں کی تلافی کی فکر ہو اور نہ ہی روشن مستقبل کے لئے مضبوط منصوبہ بندی کی جائے۔

اس لئے بہت احترام کے ساتھ گزارش ہے کہ:

ایسی کسی بھی یادگار تقریب کو محض جوشیلے خطیبوں، مشہور شاعروں، چند کتابچوں، رسمی سیمناروں اور قدرے بڑے جلسوں کے حوالے کرنے کی بجائے، مقصدیت پر لائیں اور دور افتادہ مہمانوں کی خاطر مدارات سے زیادہ راست آپ کے ادارے/ مقصد سے وابستہ احباب، ادارے کے دھوپ چھاؤں کے ساتھیوں اور آپ کے مقصد کو گہرائی سے ناپنے پرکھنے کا سلیقہ رکھنے والے دانش وروں کو یکجا کر کے ان سے عملی مشاورت کریں، سر جوڑ کے بیٹھیں اور پوری کشادہ قلبی کے ساتھ کوتاہیوں کا اعتراف، تلافی مافات کی پلاننگ اور مقاصد کے احیا و تجدید کی کوششیں کریں کیوں کہ فتوحات اور بطور خاص تعلیمی فتوحات کا جادو وہ ہوتا ہے جو خود سر چڑھ کے بولے، انھیں گنائے جانے یا باور کروانے کی نوبت نہیں آنی چاہیے۔ ہاں زندہ لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنی ایک ایک کوتاہی کو بڑی سنجیدگی سے لیتے ہیں اور جب تک ان کی تلافی نہیں کر لیتے، اپنے آپ کو نامکمل محسوس کرتے ہیں ورنہ طفل تسلیوں کے لئے تو موہوم اور ہلکے سے تصورات بھی کافی ہوتے ہیں اور قرب قیامت کی چرب زبانی کے عہد میں بڑی باتیں تو ہر کوئی کر ہی لیتا ہے۔